مولانا مفتی محمود

میدانِ علم وعمل کا شہسوار

اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ زمین کا وہ حصہ جو برصغیر کے نام سے معروف ہے، اپنی امتیازی خصوصیات کی بناء پر ممتاز حیثیت کا حامل ہے۔ مصدقہ روایات کے مطابق اسی علاقہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے بھیجا، تاکہ وہ خلافت ارضی کی ذمہ داریاں سنبھال سکیں۔

حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پہلے نبی ورسول اور انسانیت کے جدامجد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ آسمانی ہدایت کا جو سلسلہ شروع فرمایا، اس کی انتہاء محمد رسول اللہ ﷺ پر ہوئی، آپ خدا کے آخری نبی اور پوری کائنات کے لئے ہادی ورہنما تھے۔

برصغیر کا بہت بڑا حصہ آپ کے تربیت یافتہ حضرات یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور میں اسلام کی روشنی سے منور ہو گیا اور ایک معقول حصہ اگلے دور (تابعین کے زمانہ) میں اسلام کے زیراثر آ گیا، کچھ سرحدی علاقے عرب مسلمان تاجروں کے اخلاق وکردار سے متاثر ہو کر دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔ الغرض خیر القرون کے زمانہ میں ہی برصغیر میں اسلام کی روشنی پھیل گئی اور پھر یہ خطہ مسلسل دینی اعتبار سے ترقی کرتا رہا۔

یہاں برسراقتدار آنے والے مختلف حکمرانوں کے دور میں ادھر ادھر سے ان گنت اہل علم ودانش یہاں آ کر بسے اور ان کے سوز دروں سے یہ دھرتی جگمگا اٹھی۔

اسلام کے ابتدائی ہزار سال گزرنے کے بعد تو یہ خطہ دینی وفکری رہنمائی کا مرکز بن گیا، جس کی پہلی کڑی حضرت الامام الشیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی قدس سرہ تھے' آپ نے اصلاح وانقلاب کا جو عظیم کارنامہ سرانجام دیا' اسے آپ کے عزیز ترین اخلاف نے بڑی خوبی سے پروان چڑھایا۔

ان اخلاف میں آپ کے فرزند عزیز عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم قدس سرہ اور حضرت خواجہ السید آدم بنوری

مطلوب ہے تو حضور علیہ السلام کی امت کو جھوٹی نبوت سے بچاؤ۔

مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے طویل عرصہ تک استاذ محترم کی خدمت کی اور ان کے رنگ میں رنگ گئے، اس سلسلہ میں بھی سعادت مند ثابت ہوئے اور ۱۹۷۴ء میں ان کی متفقہ قیادت میں قادیانیت کا مسئلہ آئینی محور پر حل ہوگیا، تقبل اللہ تعالیٰ مساعیھم۔

مرحوم ہمارے بزرگ دوست تھے، ساتھی تھے، مخلص مشیر تھے، تعلیم سے فراغت کے بعد جوان دنوں میں سرحد جمعیۃ کے صدر کی حیثیت سے مختصر عرصہ کام کرنے کے علاوہ ایوب خاں کے مارشل لا کے بعد سیاسی جماعتیں بحال ہونے پر جمعیۃ علماء اسلام کی نائب امارت کے عہدہ پر بھی کچھ عرصہ فائز رہے، لیکن ان کا اصل میدان علمی تھا اور وہ اس میدان کے شہ سوار تھے، ویسے ان کا دل ہمیشہ ہمارے ساتھ دھڑکتا اور اہم مشوروں میں وہ ہمیشہ کسی نہ کسی طرح شریک ہوتے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل کے خاندان سے ہونے اور اس کے بعد سید المجاہدین حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ کے خلیفہ حاجی شفیع الدین نگینوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی نسبت نے انہیں عزیمت کے میدان میں لا کھڑا کیا تھا اور وہ کسی بھی موقع پر حالات سے موافقت نہ کر سکے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ ان کے مثالی مدرسہ کو بھٹو گورنمنٹ نے اپنی تحویل میں لینے کا منصوبہ بنالیا، اس مصیبت سے چھٹکارے کی ایک ہی صورت تھی کہ وہ اپنے رفقاء کے خلاف جو ملی وسیاسی میدان میں نبرد آزما تھے۔ اخباری سطح پر بیان دے دیں، لیکن انہوں نے اپنی خودداری وغیرت مندی کے پیش نظر اس پر کسی صورت آمادگی ظاہر نہ کی اور خاموشی کے ساتھ اپنے پیدا کرنے والے کے حضور دعا ومناجات میں مشغول رہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس خطرہ کو ٹال دیا۔ دور سلف کے اہل حق وصداقت کی امتیازی خصوصیات ان میں بطریق اتم موجود تھیں، بالخصوص اکابر علماء دیوبند جو صدر اول سے چلنے والے طائفہ منصورہ کا دوسرا نام ہے، کے کمالات وخوبیوں کا صحیح مرقع! اور یہ سب کچھ اپنے اساتذہ ومشائخ سے گہرے تعلق کی بناء پر تھا۔

مرحوم نے حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہ سے روحانی تعلق قائم کیا اور شیخ سے آپ کی گہری عقیدت وتعلق کا معاملہ دیدنی تھا۔ وہ اس معاشرہ کے مصائب کو حضرت شیخ الاسلام مرحوم کی توہین کا ردعمل قرار دیتے اور اس سلسلہ میں توبہ وانابت کی طرف توجہ دلاتے۔

مرحوم نے متعدد گمراہ کن طبقات کے بعد دور آخر میں سبائیت جدیدہ کے خلاف جو جہاد شروع کیا وہ بھی دراصل اپنے شیخ طریقت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے گہری وابستگی اور لگاؤ کا نتیجہ تھا، حقیقت یہ ہے کہ آپ کی مختصر کوشش اس سلسلے میں خاصی مؤثر ثابت ہوئی۔ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کچھ مزید مہلت دیتے تو اس سلسلے میں رونما

ہونے والے نتائج حیران کن ہوتے' لیکن مالک تقدیر کی حکمت اسی کی متقاضی تھی۔ بہرحال جتنا کرگئے وہی کافی ہے۔ میرے ساتھ مرحوم کا جو تعلق خاطر تھا وہ یقیناً ایک بزرگ بھائی کے جذبات لئے ہوئے تھا۔ لیکن مقام حیرت ہے کہ آخری وقت میں جنازہ کی شرکت تو کیا ہوتی ملاقات تک نہ ہوئی اور اس کی وجہ میرا اور ان کا سفر تھا وہ کراچی سے اسلام آباد اور میں اسلام آباد سے کراچی تاکہ مصر جاسکوں، اس ناگہانی حادثہ کا وہم تک نہ تھا لیکن وقت آگیا تو مہلت کا سوال نہ تھا، ہم لوگ مصر میں تھے، خبر سنی، سکتہ میں آگئے۔ پیر و جواں سبھی متاثر تھے اور ہم یہ سوچ رہے تھے کہ مرحوم وہاں چلے گئے جہاں سے کوئی لوٹ کر نہ آیا۔ جانا سب نے ہے لیکن بعض جانے والوں کا سلسلہ بعض دوسروں سے مختلف ہوتا ہے اور مولانا موصوف انہی خوش قسمت لوگوں میں تھے جو مدتوں بعد دنیا میں آتے ہیں۔

''پاکستان اسلام اور صرف اسلام کی خاطر معرض وجود میں آیا۔ اسلام ہی پر اس کا وجود موقوف ہے۔ اسلام اور پاکستان کا درمیانی رشتہ اتنا مضبوط، اتنا گہرا اور اتنا شدید ہے کہ ان دونوں کو جدا نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے جو لوگ پاکستان میں اسلام کے سوا کسی اور ''ازم'' کو لانے کا خواب دیکھتے ہیں اور بنائے پاکستان کی نفی کرکے نہ صرف اسلام او رملت سے دغا کرتے ہیں بلکہ خود اپنے آپ کو بھی فریب دیتے ہیں۔'' (بصائر وعبر۔ ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ)

☆ ☆ ☆

''خود صالح ہونا اور دوسروں کو صالح بنانا یہ ہے اسلامی حکومت کا اساسی اصول۔''

(بصائر وعبر۔ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ)

☆ ☆ ☆

''اسلام دین قیم ہے اس نے کفر و شرک، بدعت و ضلالت اور کجروی و گمراہی کا ایک ایک کانٹا چن چن کر صاف کردیا۔ تمام اولاد آدم کو ایک صاف، سیدھا اور نکھرا ہوا ''صراط مستقیم'' عطا کیا۔ جس پر چل کر وہ امن وامان اور راحت و عافیت کی زندگی بس کرسکے اور مرنے کے بعد قرب و رضا اور جنت و نعیم کا وارث بنے۔'' (بصائر وعبر، شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ)